قومی اقلیتی کمیشن

ایک لمحے کی توجہ نہیں حاصل اس کی
اور یہ دل کہ اسے حد سے سوا چاہتا ہے

شیخ نثار احمد تمبولی،

9372822580

ملک ہند میں جمہوری حکومت کے قیام کے ۴۲ سال بعد قومی اقلیتی کمیشن کو ۱۹۹۲ میں قانونی درجہ دیا گیا۔ اقلیتی کمیشن کو قانونی درجہ ملنے کے لئے ۲۴ سال کا عرصہ لگا وجہ یہ تھی کہ دفعہ ۳۳۸ کے تحت شیڈولڈ کاسٹ کمیشن کی تقرری کا جس طرح آئین ہند میں حکم ہے، اس طرح کی کوئی بھی دفعہ اقلیت کے لئے متعین نہیں کی گئی ہے۔ قومی اقلیتی کمیشن کو قانونی درجہ تو میسر ہوا لیکن آج بھی چونکہ اسے آئینی حق Cosititutional Mandate حاصل نہیں ہے، شاید اسی لئے یہ ادارہ سوائے اقلیت کو بہلانے اور پھسلانے کے علاوہ کوئی مثبت کام انجام نہیں دے پا رہا ہے۔ اقلیتی کمیشن سے ویسے اقلیت کو کوئی فائدہ پہنچے نہ پہنچے لیکن برسرِ اقتدار حکومت کے کئی متوقع الیکشن سیدھے تو ضرور ہو جاتے ہیں۔ اس کمیشن کے فیصلہ جات کی بے حرمتی اور پامالی جس طرح سے بالخصوص حکومت مہاراشٹر کر رہی ہے اس کی بناء پر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ ادارہ اور National Commission for Minority Educational Institutions سیاسی اعتبار سے حکومت کے ہی لئے بڑے پیمانے پر معاونت کا کام کر رہے ہیں۔ اقلیت جب جب حکومت کے مظالم سے تنگ آجاتی ہے تو کہیں نہ کہیں انکے ذہن میں عدلیہ کا دروازہ کھٹکھٹانے کا خیال ضرور پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اقلیت کا رجحان بھٹکانے کے لئے ان اداروں میں پٹیشن داخل کرنے کے لئے ورغلایا جاتا ہے کیونکہ عدلیہ کے فیصلوں کی اہانت کی پاداش میں Contempt of Court کا خطرہ لاحق ہوتا ہے لیکن کمیشن کی ہدایتوں یا سفارشات کی پامالی کرنے پر کسی بھی قسم کی آنچ نہیں آپاتی ہے۔ کمیشن کے فیصلہ جات کے تعلق سے Contempt of Court کی Provision نہ ہونے کی وجہ سے ہی بالخصوص ریاستِ مہاراشٹر میں کمیشن کے فیصلہ جات کی توہین کا سلسلہ جاری ہے۔ مستند اور ٹھوس دلائل پر مبنی مثالیں حاضرِ خدمت ہیں۔

(الف) نیشنل مائینا ریٹی کمیشن کے فیصلہ نمبر M/16/12/1/00/MEC مورخہ ۵، فروری ۲۰۰۱ء کے فیصلہ کے تعلق سے حکومت مہاراشٹر نے کوئی قدم تو نہیں اٹھایا بلکہ فیصلہ میں درج ہدایت کی خلاف ورزی آج بھی کھلے عام کر رہی ہے۔

(ب) پونہ، دھولیہ، نیر پر سوپنت، دھاروا اور پُسد شہر کی دو، اس طرح راقم السطور کی معلومات پر مبنی کل پانچ کمیشن کی سفارشات اور ہدایتیں حکومت مہاراشٹر سے ان پر عمل درآمدگی کی آس لگائے دھول کھاتے منترالیہ میں پڑی ہیں۔

شہر ممبئی میں ۵ ستمبر کو مہاراشٹر اسٹیٹ مائینا ریٹی کمیشن کی جانب سے قومی اقلیتی کمیشن کا دربار بھرایا گیا۔ اس اجلاس کے دوران سیاسی شعبدہ بازی کا جو مظاہر کیا گیا وہ برسر اقتدار پارٹی کیلئے کوئی نئی بات نہ تھی۔

میں برگ برگ اس کو نمو بخشتی رہی
وہ شاخ شاخ میری جڑیں کاٹتا رہا

حکومتِ مہاراشٹر نے تعلیمی، اقتصادی اور سماجی معاملات میں جو ناانصافیاں، حق تلفیاں اور اقلیت کا استحصال کیا ہے انکا پردہ قومی کمیشن کے ساتھ ساتھ میڈیا کے سامنے فاش نہ ہو جائے اسی لئے شاید حکومت کے ایماء پر ہی حکومت کے حاشیہ بردار مسلم سیاسی رہنماؤں نے شروعات میں ہی ۱۹۹۲ کے فساد اور اور بم بلاسٹ میں ملوث مشکوک ملزمین پر ڈھائے گئے مظالم کے تعلق سے بات چھیڑ کر، باقاعدہ منظّم سازش کے تحت کمیشن، میڈیا اور اقلیتی نمائندوں کو مجبور کیا کہ وہ صرف اور صرف حساس اور جذباتی مسائل میں ہی الجھے رہیں۔ قومی کمیشن بھی جذباتی اور حساس مسائل کو ہی ہر فرد سے بار بار سننے میں دلچسپی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ ورنہ کیا بات تھی جب ایک خصوصی نشست کے دوران صبح ۴۵ منٹ تک کمیشن کی توجہ، جذباتی اور حساس مسائل کی طرف جس سیاسی مسلم رہنماء نے مبذول کروائی پھر انہیں مسائل کا ذکر انہوں نے عام دربار میں چھیڑا۔ القصہ مختصر یہ کہ ۱۹۹۲ فساد کے دوران مظلومین کے درد وغم اور ان پر ڈھائے گئے پولس کے ظلم و ستم کا ذکر جب چھڑا تو ملی جذبہ کے تحت میٹنگ کے اختتام تک تمام حاضرین کا اس المیہ میں اُلجھے رہنا فطری بات تھی۔

دو تین مقررین جنہوں نے ان مسائل اور حقائق کی طرف کمیشن کا رجحان گامزن کرنے کی حتی المقدر کوشش کی جن پر آنے والی نسلوں کی فلاح و بہبودی کا دارومدار ہے۔ انہیں آخر میں بڑی مشکل سے موقعہ دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ فوراً سے پیشتر اپنی بات ختم کریں۔ کسی قوم کی آنے والی نسلوں کی ترقی و ترویج کے تعلق سے عجلت میں کوئی کیا خاک حقائق پیش کر سکتا ہے؟ تعمیری مسائل کے ذکر کا احساس ہوتے ہی کمیشن کی بوکھلاہٹ قابل رحم تھی، کیوں کہ شاید کمیشن کے علم میں یہ بات آچکی تھی کہ فساد کے دوران اور بم بلاسٹ کے تعلق سے جن بے قصور مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچایا گیا تھا، اس حقیقت کا علم حکومت کیا میڈیا کیا عوام کیا اور کمیشن کیا، سب کو ہی تھا۔ اس لئے ان معاملات کو کتنی بھی بار دہرایا گیا تو حکومت پر اس کا کوئی مضر اثر پڑنے والا نہیں۔ لیکن دیگر تعمیری مسائل جن کا تعلق آنے والی نسلوں سے ہیں، انکے تعلق سے حکومتِ مہاراشٹر کا ننگا ناچ ظاہر نہ ہو جائے اسی خیال سے کمیشن نے مٹنگ کا ۹۰ فیصد وقت جذباتی اور حساس مسائل پر بحث و مباحثے کیلئے ہی دیا۔

ممبئی کے نسیم خان صاحب نے اقلیتی کمیشن کے معرفت اقلیتی پولس پیس فورس کے نظریہ کو سامنے رکھا تو کمیشن نے اس اہم موضوع پر مطلق توجہ نہ دی۔ رہا سوال راقم السطور کی تجویزات، جس کا تعلق بلاشبہ آنے والی نسل کی ترقی و ترویج سے ہی نہیں بلکہ انکی بقاء کو قائم رکھنے سے بھی ہے، انہیں کمیشن کے دربار میں نظر انداز کیا جانا حسبِ توقع تھا۔ قارئین کی معلومات کیلئے آنے والی نسلوں کی فلاح و بہبودی کے تعلق سے کمیشن کو جو میمورنڈم پیش کیا گیا اس کی ایک جھلک حاضرِ خدمت ہے۔

۱) اقلیت کے مسائل سے چشم پوشی کا معاملہ ملک میں جس دن سے آئین نافذ ہوا اسی دن سے ہی جاری ہے۔ بہر حال اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ ملک کے المناک بٹورے کے بعد ہی آئین ہند کی منصوبہ بندی شروع کی گئی تھی۔ وقت کے تقاضے کے مطابق شیڈولڈ کاسٹ اور اینگلو انڈین کی طرح اقلیت کو سہولیات عطا کرنا ٹھیک بھی نہ تھا۔ آئین ہند کی دفعہ ۳۳۰ تا ۳۳۵ کے تحت شیڈولڈ کاسٹ، شیڈولڈ ٹرائب اور اینگلو انڈین طبقات کیلئے پارلیمنٹ اور اسمبلی میں نشستیں مختص رکھی گئی ہیں۔ اتنا ہی نہیں ملازمت میں ان تینوں طبقات کیلئے ریزرویشن بھی رکھا گیا ہے۔ دفعہ ۳۳۷ کے تحت اینگلو انڈین طبقہ کے تعلیمی اداروں کو گرانٹ کی اعانت بھی دی گئی ہے۔ دفعہ ۳۳۸ کے تحت شیڈولڈ کاسٹ اور ٹرائب کے تعلق سے نیشنل کمیشن کی تقرری کا حکم بھی ہے۔ اقلیت کیلئے اسی قسم کی براہ راست سہولت آئین ہند کے کسی بھی دفعہ میں موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ ہیکہ نیشنل مائینا ریٹی کمیشن کو قانونی درجہ ملنے کیلئے ملک میں جمہوری حکومت کے قیام کے بعد ۴۲ سال کا لمبا عرصہ لگا ار ریاستی کمیشن کو اسکے لئے ۵۴ سال تک انتظار کرنا پڑا۔ اس لئے کمیشن سے گذارش ہیکہ دفعہ ۳۳۰ تا ۳۳۸ کی طرح اقلیت کیلئے بھی آئین ہند میں کوئی Provision کے تعلق سے حکومت ہند کو سفارش کریں۔ اقلیت کیلئے آئین ہند میں درج دفعہ ۲۹، ۳۰ اور (A/B) ۳۵۰ ایک سراب کے سوا کچھ بھی نہیں ہیں۔ دفعہ ۱۴ کے موجود رہتے ہوئے اگر اقلیت کیلئے دفعہ ۲۹، ۳۰ اور (A/B) ۳۵۰ آئین ہند میں موجود نہ بھی ہوتے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ویسے ان دفعات کی موجودگی کی بناء پر کوئی نتیجہ خیز فائدہ اقلیت کو آج تک حاصل بھی نہ ہو سکا۔

۲) حکومت مہاراشٹر نے جون ۲۰۰۰ء سے دھولیہ شہر کی ڈھونڈو واپا مراٹھی پرائمری اسکول اور جلگاؤں کی سدھی ونایک جیسی انگنت غیر اقلیتی اداروں کے ماتحت چلنی والی پرائمری اسکول کو مع گرانٹ منظوری دی ہے۔ برخلاف اسکے اقلیتی اداروں کے ماتحت چلنے والے دھولیہ، مالیگاؤں، چوپڑا اور امبڑ جیسے شہروں کی اُردو پرائمری اسکول پر قائم نان گرانٹ شرط لادرکھی ہے۔ حکومت کا فعل مکمل طور سے غیر آئینی، غیر قانونی اور رول آف لاء کے سراسر خلاف ہے۔

۳) حکومت مہاراشٹر کے ۷ جون ۲۰۰۷ء کے فیصلہ اور رول ۱۰۶ کے مطابق اردو پرائمری اسکول شروع کرنے کے تعلق سے پرپوزل محکمہ تعلیم کے افسران کو بلا ماسٹر پلان کی شرط کے قبول کرنا چاہیئے۔ اس کے باجود افسران اردو مدارس کے پرپوزل قبول نہیں کر رہے ہیں۔ وجہ ماسٹر پلان بتلائی جاتی ہے۔ جبکہ فاضل ہائی کورٹ نے ۲۰۰۰ء میں ہی رولنگ پاس کی ہے کہ اقلیتی اداروں کو ماسٹر پلان سے مستثنٰی رکھا جائے۔

۴) حکومت مہاراشٹر کے ۱۸، فروری ۲۰۰۵ء کے حکمنامہ کے تحت اقلیتی اداروں پر ریزرویشن پالیسی لازمی کردی گئی ہے۔ جبکہ فاضل ہائی کورٹ کے فل بینچ نے ۲۰۰۱ء میں فیصلہ صادر کیا ہیکہ اقلیتی اداروں پر ریزرویشن پالیسی عائد نہیں کی جاسکتی ہے۔ خاص بات یہ ہیکہ متذکرہ حکم نامہ میں اقلیت کو گمراہ کرنے کے لئے فاضل سپریم کورٹ کے جس معاملہ کا حوالہ دیا گیا اس معاملہ میں سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں کیا ہیکہ اقلیتی اداروں پر بھی ریزرویشن پالیسی عائد کرنی چاہیئے۔

۵) تعلیمی طور سے پسماندہ اقلیت کے لئے Area Intensive Programme مرکز کی طرف سے ۱۹۹۳ سے ہی مرتب کیا گیا ہے۔ اس مقصد کیلئے دسمبر ۲۰۰۱ء میں حکومت مہاراشٹر کو ۴ کروڑ روپیہ سپرد کردیا گیا تھا۔ تعجب ہے چھ سال تک صرف ڈھائی کروڑ روپیہ جو اقلیت پر خرچ ہونا تھا وہ رقم بدنہاد، بدسرشت، بدنیت اور متعصب ریاستی حکومت نے آج تک اقلیت پر خرچ نہ کرتے ہوئے اسے بینک میں دبا رکھا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہیکہ ریاست مہاراشٹر نے اقلیتی سینکڑوں مستحق تعلیمی ادارے ایسے ہے جن پر چار کروڑ کیا ایک دن میں ہی چار سو کروڑ روپیہ خرچ کیا جاسکتا ہے۔ اتنا ہی نہیں بقیہ جو رقم خرچ کی گئی وہ غیر اقلیتی اداروں پر خرچ کی گئی ہے۔ حکومت مہاراشٹر کا اس قسم کا اقدام امانت میں خیانت، اپنے فرض منصبی سے لاپرواہی اور تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۰۹ کے تحت فوجداری گناہ کا مرتکب ہے۔

۶) اکولہ اور آکوٹ شہر کی دو اردو پرائمری اسکول کو ۱۲، نومبر ۲۰۰۱ء کے حکم نامہ کے تحت منظوری دی جاتی ہے لیکن ۱۲، جنوری ۲۰۰۳ء کے حکمنامہ کے تحت مذکورہ دونوں اردو مدارس پر قائم نان گرانٹ شرط عائد کردی گئی۔

۷) نیر پرسوپنت کی ایک اردو ہائی اسکول کو جون ۱۹۹۹ء سے قائم نان گرانٹ شرط پر منظوری دی گئی ہے اور آج تک وہ اسکول اسی شرط پر چل رہی ہے لیکن ہنگولی ضلع کے کولسہ گاؤں کی وڈیا شکتی مراٹھی ہائی اسکول کو ۳۰، اپریل ۲۰۰۲ء کے تحت قائم نان گرانٹ شرط پر منظوری دی گئی تھی لیکن صرف ۲۸ دن بعد یعنی ۲۲ مئی ۲۰۰۲ء کو قائم نان گرانٹ شرط ہٹا کر اس مراٹھی ہائی سکول کو گرانٹ کے ساتھ منظوری دی گئی ہے۔

۸) ۴، دسمبر ۲۰۰۴ء کے حکمنامہ کے تحت مہاراشٹر کے تمام سرکاری اور نیم سرکاری محکمہ جات میں گروپ سی اور گروپ ڈی کے ملازمین کی بھرتی کرنے والی سلیکشن کمیٹی میں ایک اقلیتی نمائندہ کی شرط لازمی قرار دی جانے کے باجود بھی سلیکشن کمیٹی میں اقلیتی نمائندگی کا فقدان ہے۔

۹) ہزاروں مسلم امیدواروں کو بے بنیاد اور غیر قانونی شرائط ڈال کر انہیں ذات کے اسناد سے محروم رکھ کر انکا آئینی حق چھینا جارہا ہے۔ حکومت مہاراشٹر سے شکایت کرنے پر حکومت کا جواب ملتا ہے کہ اگر شکایت ہے تو ہائی کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔

۱۰) مہاراشٹر کا اقلیتی کمیشن، ایکٹ ۲۰۰۴ء کے سیکشن ۱۰ میں درج اختیارات کو ۱۰ فیصد بھی اپنالے تو مہاراشٹر کے اقلیتی طبقے کے نصف مسائل حل ہوجائیںگے۔ لیکن یہ ادارہ اپنی ذمہ داریوں کو نہ سمجھنے کے لئے تیار ہے اور نہ اسے نبھانے کی اس ادارے کی نیت ہے۔

آرٹیکل کا اختتام اس گذارش کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ ۵ ستمبر کو جتنے بھی میمورنڈم قومی کمیشن کو دیئے گئے ہیں ان سب کے تعلق سے کمیشن نے جو کاروائی کی ہے اس کے تعلق سے دستاویزات کی فراہمی کا مطالبہ کمیشن سے منسلک حضرات RTI قانون کے تحت کریں۔

صدر

مائینا ریٹی ویلفیئر آرگنائیزیشن، دھولیہ۔

dilshad793@rediffmail.com

Hind/12/09/2007